THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قل ان الفضل بید الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا - (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

فہرست مضامین

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور متعلق خطوط وکتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر:- غلام نبی - اسسٹنٹ - مہر محمد خان

نمبر ۵۴ | مورخہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء | یوم دوشنبہ | مطابق جمادی الاول سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

مدینۃ المسیح

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو کھانسی کی شکایت ابھی باقی ہے - لیکن خطبہ جمعہ (۱۲ جنوری) میں حضور نے اعلان فرمایا - کہ روزانہ درس کا سلسلہ جاری کر دیا جائیگا - اور ۱۳ سے درس شروع فرما دیا ہے -

صاحبزادہ منور احمد کی صحت کے لئے احباب دعاؤں میں مصروف رہیں ٭

قبلہ میر ناصر نواب صاحب کی ہمت اور کوشش سے مسجد اقصیٰ کے لئے بھی فرشی دریاں تیار ہو گئی ہیں

ایام زیر رپورٹ میں بہت اچھی بارش ہو گئی ہے اور ابھی مطلع ابر آلود ہے ٭

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

ایک ہزار نو صدی نو مسلم

(از مولوی عبد الرحیم صاحب نیر - ۲۵ اکتوبر سنہ ۲۲ء)

مشکلات و مقدمات مقدمہ مسجد جامع جس کی نسبت عاجز پہلے اطلاع دے چکا ہے - آجکل زیر سماعت ہے - عدالت عالیہ کے فاضل جج جسٹس پننگٹن کے سامنے ایک پیشی ہو چکی ہے - اور دکیل مدعیان کو اسی قسم کے ایک اور فیصلہ پر (جو مسجد وکٹوریہ جامع مسجد کلاس شہر لیگوس کے متعلق ہے) غور کرنے کی مہلت دیگئی ہے - اور آخری فیصلہ انشاء اللہ تعالیٰ ۳۰ - اکتوبر کو ہو گا -

اس کے علاوہ عدالت مجسٹریٹ میں سکرٹری تبلیغ لیگوس انجمن احمدیہ کی طرف سے ۱۱ غیر احمدی سرغنوں کے شرارت پر "لوگوں کو احمدیوں کے خلاف اکسانے" "احمدی مبلغین پر پتھر برسانے" "احمدیوں کو چاقوؤں سے زخمی کرنے" کے جرائم کا ارتکاب کرنے کا مقدمہ دائر ہے - دو ہفتہ سے روزانہ پیشیاں ہو رہی ہیں - احمدیوں کی طرف سے آنریبل مسٹر اجیبا - مسٹر ٹیلر اور الاٰئی کی جاو الاکیسی (سالسٹر ان جماعت احمدیہ) چار نامی بارسٹر پیروی کے لئے مقرر ہیں - اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے - کہ ہر دو مقدمات میں جماعت کو فتح و نصرت ہو گی انشاء اللہ احباب دعا فرمادیں - کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو شاخ بار ور کو کاٹنے کا ارادہ کرتے ہیں - خود نپٹ لے ٭

جماعتہائے متفرق گولڈ کوسٹ زنامہ گولڈ کوسٹ علیحدہ شایع

کیا جارہا ہے۔ سیرالیون۔ شمالی نائجیریا اور دوسری جماعتیں بمحنت تمام تبلیغ کے کام میں مشغول ہیں۔ کانو میں درس قرآن جاری کر دیا گیا ہے۔ کانو اور بہت سے اپنے اپنے ہاں مدرسہ بنانے کی تجاویز کر رہے ہیں۔ لیگوس انشاء اللہ مقدمات سے فارغ ہو کر مدرسہ تعلیم الاسلام لیگوس کو کامیاب مدرسہ بنانے کی کوشش کریگا ۔

تازہ بشارت علاقہ بینن (Benin) کے ایک مشہور رئیس بذریعہ خط و کتابت زیر تبلیغ تھے ان کے ایک ہموطن کو جو بہ تقریب رخصت وہاں جانا ہوا۔ اور میری ہدایات کے مطابق انہوں نے وعظ بھی شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا اثر ہوا۔ اور ذیل کا تار اخویم جیبا نے علاقہ مذکور سے دیا ہے۔

Arrived home safely. Chiefs and people accepted preaching and believe advent of Mehdi. About 1000 willing join. Arrangement your transport Sapele to Oachi. Waiting in hospital Cane Romas Nurse Sapele. please buy 150 qurans and 300 Arabic primers. Here in great demand (Gimba)

خیریت سے وطن پہونچ گیا۔ رئیس اور عام لوگ مہدی موعود کی آمد پر ایمان لاتے اور آپ کی تبلیغ کو قبول کرتے ہیں۔ قریباً ایک ہزار آدمی سلسلہ میں شامل ہونے کو تیار ہے۔ آپ کے سپیلے سے اوچی تک لیجانے کا انتظام کر لیا گیا ہے۔ سپیلے میں نرس ٹامس کی معرفت انتظار کر رہا ہوں۔ مہربانی کر کے ۱۵۰ قرآن اور ۳۰۰ یسرنا القرآن خرید کر لائیں۔ ان کی بہت ضرورت ہے۔

تار کا جواب میری طبیعت خراب ہے۔ بہت کمزور ہوں۔ پھر مقدمات ہیں۔ اس لئے ذیل کا جواب دیا گیا۔

"مولوی صاحب آپ کے تار سے خوش ہوا۔ امراء و عوام کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور اللہ کی برکات کے نزول کا خواستگار ہے۔ مولوی کو اپنے بھائیوں کی تعلیم کا بہت خیال ہے۔ مہربانی کر کے تفصیلی حالات سے اطلاع دیں تا انتظام مناسب کیا جائے۔ کتابوں کا آرڈر دیدیا ہے۔ انشاء اللہ خود جانے کی کوشش کروں گا۔ یا کوئی مبلغ یہاں سے بھیجوں گا۔

امام احمدیہ لیگوس۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام

(از مفتی محمد صادق صاحب مبلغ اسلام)

شہر گرینڈ ہیون شکاگو سے قریباً دو سو ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں ایک انجمن ایکسچینج کلب ہے۔ جس میں شہر کے لوگ باہمی ملاقات کے واسطے جمع ہوتے ہیں۔ اور گاہے کسی لیکچرار کو بلایا جاتا ہے۔ اس کلب کی دعوت پر عاجز اسلام پر لیکچر دینے کے واسطے وہاں گیا۔ دو سو میل کا فاصلہ پانچ گھنٹہ میں طے ہوا۔ اور آمد و رفت میں چوبیس ۲۴ روپیہ کرایہ ریل لگا اور ہوٹل کا خرچ مبلغ بارہ روپیہ روزانہ۔ علاوہ خرچ خوراک یہ سب بلانے والوں نے ادا کیا۔ ۲۷ر نومبر کی شام کو میرا لیکچر تھا۔ ایک وسیع ہال میں سب مرد و عورت جمع ہوئے۔ شام کا کھانا سب نے ملکر کھایا۔ کھانے سے قبل پریذیڈنٹ انجمن نے مجھے بطور انجمن کا مہمان ہونے کے تمام حاضرین سے انٹروڈیوس کرایا۔ کھانے کے بعد تھوڑی دیر تک قومی گیت گائے گئے۔ اس کے بعد لیکچر شروع ہوا۔ لیکچر سے قبل میں نے اپنا اشتہار بسم اللہ جسمیں ہمارے تمام عقائد اختصاراً درج ہیں تقسیم کیا۔ اور وہ سب لوگ پڑھ چکے تھے۔ لیکچر اسلام کی خوبیوں پر تھا۔ اور یہ کہ تمام ادیان اپنے اپنے وقت میں سچے تھے۔ مگر سب سے آخری اور اعلیٰ دین اسلام ہے۔ اس واسطے سب کا فرض ہے۔ کہ اس کو قبول کریں۔ ایک گھنٹہ لیکچر ہوا۔ اس کے بعد سوالات کی اجازت دیگئی۔ چار پادری بھی موجود تھے۔ اور تو کسی نے سوال نہ کیا مگر پادری صاحبان نہ رہ سکے۔ اور ہر چہار نے سوالات کئے۔ سوالات وہی تھے۔ جو ہمیشہ ہوا کرتے ہیں۔ ایک سوال یہ تھا۔ مسلمانوں نے اس قدر عیسائیوں کو قتل کیا۔ میں نے کہا۔ اول تو یہ رپورٹیں غلط ہیں۔ اور ان کا جواب بارہا دیا جا چکا ہے۔ لیکن اگر بالفرض یہ قصے سب سچ بھی ہوں تو زیادہ سے زیادہ جو تعداد عیسائیوں کے مقتولوں کے متعلق ہو سکتی ہے۔ اول سے لیکر آج تک ایک ملین ہوگی۔ اب دیکھو گذشتہ جنگ یورپ میں کس قدر عیسائی خود عیسائیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ بقول مسٹر سٹاڈرڈ چالیس ملین۔ کیا چالیس ملین کا قتل ہو جانا یہ ظاہر نہیں کرتا۔ کہ عیسائیوں کے متعلق کچھ منشاء الٰہی ایسا ہی ہے کہ ان کو قتل کیا جائے۔ اس منشاء کے پورا کرنے کے واسطے جب چالیس ملین انھوں نے خود ہی قتل کر ڈالے۔ تو ایسی کونسی بڑی بات ہے۔ جو غریب مسلمانوں نے بھی ان کا ہاتھ بٹا کر ایک ملین کو قتل کر دیا ۔

ایک اعتراض یہ تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت شادیاں کیوں کیں۔ جواب دیا گیا۔ کہ شریعت اور قانون ملک کے مطابق شادیاں کرنا گناہ نہیں۔ بلکہ ثواب ہے۔ اگر ایک سے زائد شادیاں گناہ ہے۔ اور صرف ایک ثواب۔ تو کیا سبب ہے کہ ابراہیم۔ یعقوب۔ داؤد وغیرہ زیادہ شادیاں کرنے والوں کو تو خدا نے ایسا پیار کیا کہ ان کو اپنا نبی بنا دیا۔ اور تمہارے ساری عمر مجرد رہنے والے پادریوں میں سے ایک بھی نہیں جس سے خدا ہمکلام ہو۔ اللہ تعالیٰ انسان کے تقویٰ اور نیک نیتی اور ایمان اور اخلاص اور محبت اور اعمال صالح کو دیکھتا ہے۔ نہ یہ کہ اس نے کتنی شادیاں کیں۔ خاتمہ جلسہ پر سب لوگوں نے ہاتھ ملائے۔ اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ اور بعض نے پادریوں کو ملامت کی۔ کہ ان کو سوالات نہیں کرنے چاہیئں تھے۔

نومسلمین گذشتہ دو ہفتہ میں جتنے نومسلم ہوئے سب کے نام انشاء اللہ رسالہ مسلم سن رائز جلد ۲ نمبر ۱ میں انشاء اللہ عنقریب شائع کئے جائینگے۔ والسلام

محمد صادق عفا اللہ عنہ از امریکہ - ۳۰ر نومبر ۱۹۲۲ء

انجمن احمدیہ سونگھڑہ ضلع کٹک کا سالانہ جلسہ

انجمن احمدیہ سونگھڑہ ضلع کٹک کا سالانہ جلسہ مورخہ ۲۸ تا ۳۱ دسمبر ۱۹۲۲ء کو منعقد ہو کر خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوا۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے مختلف مقامات کے ہندو و مسلمان مدعو کئے گئے تھے "زندہ مذہب" اور "پرتیما پوجا" کے مضمون پر اڑیسہ زبان میں دلچسپ تقریریں ہوئیں۔ نیز "سیرت سیدنا حضرت مسیح موعود نبی اللہ" اور "رفتار تیز کر ابھی منزل بعید ہے" بھی لیکچر ہوئے۔ سونگھڑہ کی جماعت کی جامع مسجد جو آجکل زیر تعمیر ہے۔ اس کیلئے جلسہ میں چندہ کیا گیا۔ جو [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۵ر جنوری ۱۹۲۳ء

مومنانہ جذبات

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

بہ تقریب

الوداعی پارٹی مولوی محمد دین صاحب بی اے مبلغ اسلام

۱۰ر جنوری کو جناب مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے مبلغ اسلام کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے جو الوداعی ایڈریس دیئے گئے۔ اور ان کے جواب میں جناب مولوی صاحب نے جو تقریر فرمائی۔ وہ دوسری جگہ درج ہے۔ ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی وہ تقریر درج کی جاتی ہے۔ جو حضور نے دونوں ایڈریسوں اور جناب مولوی صاحب کی جوابی تقریر کے بعد فرمائی:-

حضور نے فرمایا:- دنیا میں الوداعی پارٹیاں بھی دی جاتی ہیں۔ اور ایڈریس بھی پڑھے جاتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں ہماری جماعت میں جس رنگ سے الوداعی پارٹیاں دی جا سکتی ہیں اور دی جاتی ہیں۔ ویسی اور کسی جگہ نہیں دی جاتیں۔ اسلئے کہ بالعموم جو پارٹیاں دی جاتی ہیں۔ وہ زمانہ کے حالات کے ماتحت اور لازمی تغیر کے وقت دی جاتی ہیں۔ مثلاً ڈپٹی کمشنر ضلع کو چھوڑ کر جا رہا ہوتا ہے۔ یا گورنر صوبہ کو چھوڑ کر جاتا ہے۔ وہ خوش ہوتا ہے۔ کہ میں جا رہا ہوں۔ اور لوگ بھی جانتے ہیں کہ وہ جانے پر خوش ہے۔ پھر اس کا جانا ملک کے لئے نہ مضر ہوتا ہے نہ مفید۔ بلکہ وہ ایک قانون کے ماتحت آتا اور اسی کے ماتحت چلا جاتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے الوداعی پارٹی دینے والے اس کے جانے پر غم و رنج کا اظہار کرتے ہیں۔ اور وہ بھی کہتا ہے مجھے آپ لوگوں سے جدا ہونے کا رنج ہے۔ لیکن ہماری جماعت میں جو پارٹیاں دی جاتی ہیں۔ وہ بالکل اور رنگ کی ہوتی ہیں۔ وہاں جو پارٹیاں دی جاتی ہیں۔ وہ اور حالات کے ماتحت ہوتی ہیں۔ اور یہاں جو دی جاتی ہیں۔ وہ اور حالات کے ماتحت۔ وہاں تو اس لئے دی جاتی ہیں کہ ایک شخص اپنا کام ختم کر کے آرام کی زندگی گذارنے کے لئے جا رہا ہوتا ہے۔ لیکن یہاں اس لئے نہیں کہ کوئی آرام کی زندگی کے لئے کام ختم کر رہا ہوتا ہے۔ بلکہ اسلئے کہ وہ دین اسلام کی خدمت کے لئے جا رہا ہوتا ہے۔ پھر جس کو ٹی پارٹی دی جاتی ہے۔ اس کے خیالات اور جذبات کی مثال اس کی مانند نہیں ہوتی۔ جو ہندوستان میں اپنی ملازمت کا زمانہ ختم کر کے انگلستان جا رہا ہوتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے مجھے آپ لوگوں سے جدا ہونے کا بہت غم ہے۔ حالانکہ اس کا دل اپنے وطن اور اپنے گھر جانے پر بہت خوش ہو رہا ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں تو وطن والا اپنے وطن کو چھوڑ کر تبلیغ کے لئے جا رہا ہوتا ہے۔ وہ کام ختم کر کے اپنے اہل کے پاس نہیں جا رہا ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے اہل کو چھوڑ کر کام کرنے کے لئے غیر ملک میں جا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے دل میں سچے جذبات ہوتے ہیں۔ اور ان کے ماتحت جو خیالات ظاہر کئے جاتے ہیں وہ اپنے اندر صداقت اور سچائی رکھتے ہیں۔

جو ایڈریس طلباء اور اساتذہ کی طرف سے ماسٹر محمد دین صاحب کو دیئے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں۔ انہیں عالی احساسات کا اظہار کیا گیا ہے اور انہیں بہت اعلیٰ درجہ کے خیالات ظاہر کئے گئے ہیں۔ خصوصاً جو ایڈریس مولوی عبد السلام نے پڑھا ہے۔ اس کا طرز بہت اعلیٰ تھا اور اس میں سچے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے۔ البتہ ایک نقص مجھے نظر آیا۔ اور وہ یہ کہ مضمون اور آواز میں مطابقت نہ تھی۔ شاید [illegible] اسکی وجہ سے آواز کی یہ حالت ہو۔ مضمون کا طرز بیان تو وہ تھا جو ہمارے خاندان کا [illegible] پرجوش ہوتا ہے۔ مگر لہجہ مولوی صاحب (حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ) کا تھا۔ اور مولوی صاحب کہا کرتے تھے کہ ہمارے خاندان کے لوگوں کے اعصاب کمزور ہیں۔

آواز کی نامطابقت کی وجہ سے مضمون کے اثر میں کمی آ جاتی ہے۔ اسلئے عبد السلام کو کوشش کرنی چاہیئے کہ یا تو لہجہ کو مضمون کے مطابق بنائے یا مضمون کو لہجہ کے مطابق۔ مضمون اگر شان و شوکت والا ہو۔ تو اس کو ایسی آواز سے نہیں پڑھنا چاہیئے۔ جس میں لجاجت پائی جائے۔ بلکہ اس کا [illegible] ہونا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود اور حضرت مولوی صاحب کے طرز کلام میں جو کچھ فرق تھا وہ مضمون کی [illegible] علیحدہ رنگ کے ہوتے تھے۔ اور اپنے اپنے رنگ میں موثر ہوتے تھے۔

ماسٹر محمد دین صاحب نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں وہ۔ دونوں ایڈریس سے نکلی ہیں۔ وہ بھی جذبات کا نمونہ اور اساتذہ اور طلباء کے لئے سبق آموز ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ جو کچھ انہوں نے کہا ان کے سوا کچھ نہیں کہا۔ کیونکہ سچا مومن جب بھی ایک کام کو چھوڑ کر دوسرے کو اختیار کریگا۔ تو یہی خیالات اس کے ہونگے۔ اور سچے دل سے یہی آواز اس کے منہ سے نکلیگی۔

من نکردم شما حذر بکنید

دیکھو حضرت عمر جیسا انسان جس نے دنیا کو ہلا دیا۔ اور یورپ کے مصنفین نادانی سے ان کے کارناموں کو دیکھ کر کہتے ہیں۔ کہ عمر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے بھی بڑا انسان تھا۔ اور ظاہری حالات ہی ایسے تھے۔ کہ دنیا یہی سمجھتی۔ لیکن دنیا یہ کیوں بھول گئی کہ یہی شخص کئی سال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے تو اپنا کچھ بھی اثر اور رسوخ نہ پیدا کر سکا۔ ہاں جب آپ کی غلامی میں آیا۔ تو یہی عمرؓ جو پہلے اونٹوں کے لالچ میں بے گناہ کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آیا۔ تو اس نے دنیا کو ہلا دیا۔

بہر حال ان کی فتوحات کو دیکھ کر یورپین مصنف یہ کہتے ہیں کہ عمر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے بھی بڑا تھا۔ مگر جب آپ فوت ہونے لگتے ہیں۔ تو ان کی زبان سے یہی نکلتا ہے۔ کہ لا علی ولا لی۔ میں کچھ مانگتا نہیں۔ کہ میں نے یہ کام کیا یا وہ کیا۔ اسکا مجھے بدلا دیا جائے۔ بلکہ میری یہی درخواست ہے کہ مجھ سے جو غلطیاں ہوئی ہیں۔ وہ معاف کی جائیں۔

تو سچا مومن اور ایماندار شخص یہی کہتا ہے کہ میں نے کچھ نہیں کیا اور جو کر سکتا ہوں۔ وہ خدا کے فضل سے ہی ہوگا۔ جو کچھ ہوگا اور سچے دل سے یہ کہتا ہے۔ میرے نزدیک یہ کہنے کا ہر شخص کے لئے موقع آتا ہے۔ مگر ہر شخص اس موقع سے اس طرح فائدہ نہیں اٹھاتا جس طرح اٹھانا چاہیئے۔ اور ہر شخص اپنی طاقتوں کو پورے طور پر استعمال نہیں کرتا۔ اگر سب انسان خدا تعالیٰ کی دی ہوئی ہر طاقت کو اسی طرح استعمال کریں۔ جس طرح کرنا چاہیئے۔ اور اس میں کوئی کوتاہی نہ ہونے دیں۔ تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی کیوں بن جائیں۔ مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کسی اور کا درجہ نہ ہونا بتاتا ہے کہ سب خداداد طاقتوں کا صحیح طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ اور اس کمال تک استعمال نہیں کیا جاتا کہ کوئی محمد بن جائے۔ اسی وجہ سے تفاوت مدارج ہے۔ لیکن ہاں یہ ضرورت ہے اس بات کی۔ کہ جب انسان کا ذہن فارغ ہو اور کام میں

کامیابی نصیب ہو تو اسوقت بھی اس کے دل میں یہی جذبات ہوں جو کام کے ابتدا میں ہوتے ہیں۔ یہی خیالات ہوں۔ جو کامیابی سے پہلے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ کام شروع کرتے وقت تو اس قسم کے خیالات سب لوگوں میں ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ دہریہ بھی یہی کہتے ہیں۔ ہم کمزور ہیں ہم سے یہ کام نہیں ہو سکیگا۔ لیکن جب کام ختم ہو جاتا ہے۔ اور نتیجہ کا زمانہ آجاتا ہے۔ اسوقت بھی یہی خیالات ہوں۔ یہی جذبات ہوں یہی احساسات ہوں۔ تب خوشی کی بات ہے۔ لیکن اگر اسوقت نہوں اور اکثر لوگوں میں نہیں ہوتے۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے اور اپنے آپکو بڑا بنانے کے لئے ابتدا میں ایسے خیالات ظاہر کئے گئے تھے ۔

یہی جذبات جو ماسٹر محمد دین صاحب نے ظاہر کئے ہیں۔ انہی کو لیکر لوگ اٹھتے ہیں۔ لیکن جب کام ختم کر لیتے ہیں۔ تو اسوقت کہتے ہیں ہم نے یہ کیا۔ اور ہم نے وہ کیا۔ پہلے وہ خدا کو دھوکہ دینے کے لئے عاجزانہ طور پر [illegible] کہتے ہیں۔ ہم کچھ نہیں۔ ہم بہت کمزور ہیں۔ تو ہی کریگا۔ تو یہ کام ہو گا۔ لیکن جب ان کے کرنے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت آتی ہے۔ اور اس کا فضل کام کرا دیتا ہے۔ تو کہتے ہیں۔ ہم نے یہ کام کیا۔ مگر قوم نے ہماری قدر نہ کی۔ ہم نے یہ کام کیا۔ مگر جماعت نے ہماری عزت نہ کی۔ ہم نے دکھ اٹھا کر کامیابی حاصل کی۔ لیکن اس کا بدلہ کچھ نہ ملا۔ یہ خیال ایسے انسانوں کو ضائع اور برباد کر دیتے ہیں ۔

میں افسوس سے کہتا ہوں کہ ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ جو کہنے کو تو کہتے ہیں۔ کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں۔ اللہ کے لئے کرتے ہیں ۔ اور جو کچھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہی فضل سے ہوتا ہے۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اور جب یہ کہتے ہیں۔ تو واقعہ میں اپنے آپ کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ اور اسی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے تذلل کو دیکھ کر ان کی مدد اور نصرت کرتا ہے۔ اور دنیا دیکھتی ہے۔ کہ ان کے ذریعہ تغیر عظیم پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن جب ایسا ہوتا ہے۔ اور بوجہ اس کے ایسا ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے نفس کو گرایا۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل آیا۔ تو اسوقت انہیں یاد نہیں رہتا۔ کہ ہم نے کام شروع کرتے وقت یہ اقرار کیا تھا کہ ہم ناقابل ہیں۔ اور فی الواقعہ وہ ناقابل تھے۔ وہ ماضی پر نگاہ کر کے کہتے ہیں۔ ہم نے یہ کام کیا۔ مگر وہ اس سے پہلے زمانہ کو بھول جاتے ہیں۔ جب سچے دل سے وہ اپنی نالائقی کا اقرار کرتے تھے۔ اور اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ انہیں کامیابی ہوئی تھی۔ اسوقت وہ اُمیدوار ہوتے ہیں کہ انہیں اعلےٰ مدارج حاصل ہوں۔ اسوقت ان کی خواہش ہوتی ہے۔ کہ انہیں جماعت پر حکومت حاصل ہو۔ اسوقت وہ چاہتے ہیں کہ دوسروں کے سر ان کے آگے جھکیں۔ سب ان کے سامنے جھکا کریں۔ اور اگر یہ باتیں انہیں حاصل نہیں ہوتیں۔ تو بلعم باعور کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اور اسوقت اگر ان پر موت آجائے۔ تو قریب ہے کہ جہنم میں ڈالے جائیں۔

اسوقت بھی یہی احساسات ہونے چاہئیں۔ جو ابتدا میں ہوتے ہیں۔ دیکھو نبیوں کی کیا حالت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ آپ نے اسوقت کہا۔ جب آپ کام ختم کر کے فاتح جرنیل کی طرح جا رہے تھے۔ تو درحقیقت یہ خیالات ہر شخص کے دل میں ہونے چاہئیں۔ اور ہماری جماعت کے لوگوں میں جب تک یہ خیالات نہ ہونگے۔ کامیابی نہ حاصل ہو سکیگی۔ دیکھو ہماری مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے چوہدری فتح محمد صاحب نے اپنی چھوٹی لڑکی کے متعلق سنایا کہ ایک دن وہ کہنے لگی۔ ابا مجھے بھی کہیں پرے چلو۔ چوہدری صاحب نے پوچھا۔ کیوں؟ تو کہنے لگی۔ میں بھینس کو اٹھاؤں گی۔ اُسے کہا گیا۔ وہ تو بہت بڑی ہوتی ہے۔ کس طرح اٹھاؤ گی۔ کہنے لگی۔ اگر بھینس کو نہیں تو اس کے بچے کو اٹھاؤنگی۔ یہ تو ہنسی کی بات تھی۔ مگر ہمارا یہ خیال کہ ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے۔ اور کفر کو مٹانا ہے حالانکہ ہمارے اندر ایسے لوگ ہیں۔ جو دوسروں کے خیالات سے متاثر ہو جاتے ہیں ایسے لوگ ہیں۔ جو یورپ کے فلسفہ سے متاثر ہو جاتے ہیں ایسے لوگ ہیں۔ جو دین کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دیتے ہیں ایسی حالت میں دنیا کو فتح کرنے کا ہمارا خیال بچہ کے بھینس کو اٹھانے کے خیال سے بھی بہت بڑا خیال ہے۔ اور ایسا ہی ہے جیسا کہ سُورج سے کھیلنے۔ چاند کو پکڑنے کا خیال ہو۔ جس طرح یہ ناممکن اور جنون کی علامت ہے۔ اسی طرح ہمارا یہ خیال بظاہر نظر آتا ہے کہ ہم دنیا کو فتح کر لینگے۔ اور پھر تلوار سے جسموں کو نہیں۔ جسموں کو بادشاہ کر لیا کرتے ہیں۔ بلکہ دلوں کو۔ رسوم کو۔ خیالات کو۔ تمدن کو۔ معاشرت کو بدل دینگے۔ حالانکہ یہ تو ساری دنیا کے بادشاہ بھی ملکر نہیں کر سکتے۔ کجا ہم ماتحت لوگ یا بالفاظ دوسرے لوگوں کے انگریزوں کے غلام کریں ۔

پس ہمارا یہ دعوےٰ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ جو ہماری کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت بڑا دعویٰ ہے۔ اس دعویٰ میں اگر ہم سے کچھ کام ہو جائے۔ ہمیں کوئی کامیابی حاصل ہو جائے۔ تو یہی سمجھنا چاہیئے کہ یہ ہماری کمزوری ہمارے انکسار کا نتیجہ ہے یا ہماری کمزوریوں پر خدا نے رحم کیا ہے لیکن جب کام ہو جائے۔ اور سمجھا جائے کہ ہم نے خود کیا ہے تو ہم سے زیادہ احسان فراموش کوئی نہیں ہو گا۔ مگر کہنا پڑتا ہے کہ ایسے لوگ ہیں جو ایک حد تک کام کرتے ہیں۔ اور جب کچھ کام ہو جاتا ہے۔ تو اپنی قدر منزلت کی اُمید رکھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ لوگ اس کام کی وجہ سے ان کے آگے جھکیں۔ اسوقت ان کے سینہ سے ایمان نکل رہا ہوتا ہے۔ اور بنہایت خطرناک مرحلہ پر پہنچے ہوتے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں۔ ایسے لوگوں کیلئے اور دوسروں کیلئے بھی۔ کہ انہیں ہر وقت یہی احساسات رہنے چاہئیں۔ کہ ہم کمزور اور ناطاقت ہیں۔ ہم سے کچھ نہیں ہوا۔ جو کچھ ہوا۔ خدا کے فضل سے ہوا۔ اور یہ احساسات تمہارے مرنے تک رہنے چاہئیں۔ اگر اسی حالت میں مرو۔ تو یقیناً ایماندار مروگے۔

پس یہ جذبات صحیح جذبات ہیں۔ اور ہر انسان میں پیدا ہوتے ہیں۔ مگر ضرورت ان کے قائم رکھنے کی ہے۔ تم ان جذبات کو قیمتی ہیروں کی طرح سمجھو۔ اور پوری طرح حفاظت سے رکھو۔ تمہارے ہاتھ کٹ جائیں۔ دانت ٹوٹ جائیں۔ مگر کوئی چیز ان کو تمہارے ہاتھ سے نہ چھڑا سکے۔ جس طرح ماں بچہ کو خطرہ کے وقت اپنے سے جدا نہیں ہونے دیتی۔ اسی طرح تم ان کی حفاظت کرو۔ ایک جنگ کا ذکر ہے۔ کہ ایک جھنڈا بردار کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ تو اس نے دوسرے میں پکڑ لیا۔ دوسرا کٹ گیا۔ تو گھٹنوں میں پکڑ لیا۔ اور اسوقت تک نہ چھوڑا جب تک اس کی گردن نہ کاٹ دی گئی ۔

تم ان جذبات کو اس جھنڈے سے زیادہ مضبوطی۔ زیادہ احترام زیادہ زور اور زیادہ کوشش کے ساتھ پکڑو۔ اور ایسا پکڑو۔ کہ کبھی نہ چھوٹیں۔ کیونکہ اگر چھوٹ جائیں۔ تو سوائے تحت الثریٰ کے اور کہیں ٹھکانا نہیں۔ اور اگر پکڑے رہوگے۔ تو ہر جگہ اور ہر میدان میں کامیاب رہوگے ۔

اس کے بعد میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ ماسٹر صاحب کی مشکلات کو دور کرے۔ اور ان کے لئے آسانیاں پیدا کرے ۔

رسول کریمؐ کے بعد نبی کے متعلق ہمارے اور بابیوں کے عقیدہ میں فرق

۲۱ دسمبر ۱۹۲۲ء کے الفضل میں "رسول کریمؐ کے بعد نبی" اور "عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد" کے عنوان سے ایک معزز اور تعلیم یافتہ شخص جناب حبیب النبی خاں صاحب صوبئہ بہار کے انگریزی خط کا ترجمہ شائع ہوا جس میں انہوں نے مذکورہ بالا فارسی مصرعہ کو اس امر کے ثبوت میں پیش کیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت اور آپ کی غلامی میں کسی نبی کے آنے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریروں سے جو اقتباس اس غرض سے پیش کئے ہیں۔ کہ لوگوں پر آپ کا یہ عقیدہ غلط ثابت کریں۔ وہی جناب حبیب النبی خاں صاحب کو حقیقت کی طرف راہ نمائی کرنے اور مولوی محمد علی صاحب کے اس خیال کی لغویت ثابت کرنے کا باعث ہوئے ہیں۔ کہ رسول کریمؐ کے بعد آپ کی امت میں سے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

اس پر پیغام کے ایک بدنصیب مضمون نویس نے ۷ جنوری کے پیغام میں اپنی حماقت اور نادانی کا عجیب ثبوت دیا ہے۔ اول تو "عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد" ہماری طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ہم نے اسے اس غرض کے لئے استعمال کیا ہے۔ کہ

"مولوی محمد علی صاحب جیسا ہمارا دشمن بھی ہمارے لئے موجب خیر ہوا یعنی یہ کہ مولوی صاحب کو تو خط و کتابت سے اور کتب بھیجنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ایک ہی خط نے اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آنے کے عقیدہ کا قائل کرا دیا"

اگرچہ یہ صحیح ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب جیسا دشمن خدا تعالیٰ کے سلسلہ کیلئے اسی طرح مفید ثابت ہو رہا ہے جس طرح ہمیشہ حق کے لئے باطل پرست مفید ثابت ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اس خط میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ ہماری طرف سے نہیں بلکہ ایک ایسے شخص کی طرف سے ہے۔ جس کا ابھی تک جماعت سے تعلق نہیں ہے۔

بدنصیب مضمون نویس نے سارا زور جس بات پر صرف کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر حبیب النبی خاں صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ان تحریروں کی وجہ سے جو مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے خلاف بھڑکانے اور اپنا ہم خیال بنانے کی غرض سے پیش کی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امتی نبی آنے کے عقیدہ سے کامل اتفاق ظاہر کیا ہے۔ تو یہ اس کے لئے کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ چونکہ وہ بابی مذہب رکھتا ہے۔ اور بابی لوگ نبی کریم صلعم کے بعد نبوت کو جاری مانتے ہیں۔ اس لئے اس نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تحریر پر کوئی ایسی بات قبول نہیں کی جس سے اس کے مذہب و مشرب پر زد پڑتی ہے۔ میاں صاحب کو اپنا ہم عقیدہ پا کر اس حصہ میں ان سے اتفاق ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ نبی امت میں آ سکتے ہیں۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ جناب حبیب النبی خاں صاحب بابی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو بھی مذکورہ بالا خیال سے مضمون نویس کی حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ظاہر ہوتا۔ کیونکہ بے شک بابی نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھتے ہیں لیکن کیسی نبوت۔ وہ نبوت جو شرعی ہو۔ اور بلاشبہ بابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی آنے کا یقین رکھتے ہیں۔ مگر کیسا نبی۔ وہ جو صاحب شریعت ہو۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کر دے۔ اور خود مضمون نویس کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ چنانچہ بابیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"وہ اپنے بزرگ بہاء اللہ خاں کو صاحب شریعت نبی یقین کرتے ہیں۔"

لیکن کیا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شرعی نبوت کو جاری سمجھتے ہیں۔ اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود صاحب شریعت نبی تھے۔ ہرگز نہیں بلکہ آپ کا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبوت جاری ہے۔ اور حضرت مسیح موعود غیر شرعی نبی ہیں۔ چنانچہ جناب حبیب النبی خاں صاحب کو حضور نے جو خط لکھا۔ اس میں صاف طور پر تحریر فرمایا۔

"چونکہ رسول اللہ نے آنے والے مسیح کو نبی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مسلم کی روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ آئمہ اسلام کا قریب قریب اس بات پر اجماع ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الہامات میں خدا کی طرف سے آپ کو نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ ہاں آپ نئی شریعت نہیں لائے۔ بلکہ اس کی اشاعت اور توضیح کے لئے دنیا میں نازل کئے گئے ہیں"

پس اس عقیدہ اور بابیوں کے عقیدہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ لیکن جس شخص کی طبع نفسانی سے عقل ماری گئی ہو اسے اگر ان میں فرق نظر نہ آئے۔ اور وہ بابی عقیدہ کے مقابلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے عقیدہ سے اتفاق ظاہر کرنے والے کے متعلق یہ کہے۔ کہ "اس قدر اعتراف سے اس کے مذہب (بابی) پر پانی نہیں پھرتا" تو معذور سمجھا جا سکتا ہے۔

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر شرعی نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ چونکہ بابی عقیدہ کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تحریروں سے جناب حبیب النبی خاں صاحب نے وہی بات قبول کی جو ہر حق پسند انسان کو قبول کرنی چاہئے۔ اور ان تحریروں کے ذریعہ قبول کی۔ جو مولوی محمد علی صاحب نے ان کے پاس پہنچائیں۔ اس وجہ سے ان کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

پیغامی مضمون نویس نے اس بات پر بڑا شور مچایا ہے۔ کہ حبیب النبی خاں صاحب نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے دعوی مسیحیت کو نہیں مانتے۔ اس میں حضرت مسیح موعودؑ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی گئی ہے۔ لیکن اتنا نہیں سوچا۔ کہ یہ ایک ایسا شخص کہہ رہا ہے۔ جو تعلیم مسیح موعود سے واقف نہیں۔ نہ آپ کے دلائل اور براہین پر اسے غور کرنے کا موقع ملا ہے۔ بلکہ وہ ابھی احمدیت کے متعلق تحقیقات کے میدان میں اترا ہے۔ اور پہلا قدم اس نے خدا کے فضل اور مولوی محمد علی صاحب کی مہربانی سے یہ اٹھایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا اقرار کر لیا ہے۔ اب اگر وہ حضرت مسیح موعود کی تحریروں پر غور کریگا۔ تو آپ کے سب دعاوی پر ایمان لے آئیگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

ہمارا آئندہ پروگرام

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(۵ جنوری ۱۹۲۳ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا۔

مجھے کھانسی اور بخار کی شکایت ہے۔ اس لئے بلند آواز سے میں نہیں بول سکتا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔

آج کا دن

اس انتظام کو مد نظر رکھکر جس پر آج کل دنیا کار بند ہو رہی ہے بہت اہم ہے۔ اس لئے جس طرح بول سکوں۔ بولتا ہوں۔ دنیا میں کام کرنے والی ہر ایک قوم آئندہ کے لئے اپنا پروگرام بناتی اور اس کے ماتحت کام کرتی ہے۔ جب سال گذرتا ہے تو وہ دیکھتی ہے۔ کہ اس سال کیلئے اس نے جو پروگرام بنایا تھا اس پر کہاں تک اس نے عمل کیا۔ اگر عمل کرنے میں کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ تو کیوں ہوئی ہیں۔ آیا اپنے قصوروں سے یا اتفاقی حادثات سے اور اگر اپنے قصوروں سے تو ان کا شرعی نتیجہ کیا نکلا ہے۔ اور قدرتی کیا۔ پھر جو غلطیاں معلوم ہوں۔ ان کا تدارک کرتی ہے۔ یہی طریق ہر سال برابر چلا جاتا ہے۔ ہمارا بھی

پچھلا سال

گذر گیا ہے۔ جو بڑی عمر والے تھے۔ ان کا بھی گذر گیا ہے۔ اور جو چھوٹی عمر والے تھے۔ ان کا بھی عورتوں کا بھی وہ سال گذر گیا ہے۔ اور بچوں کا بھی۔ سب کا کسی نہ کسی رنگ میں گذر گیا ہے۔ تمہارا وہ سال جس طرح گذرا۔ اس پر غور کرکے دیکھو کہ تم جس طرح گذرا ہے۔ اگر اس طرح نہ گذرتا۔ بلکہ اور طرح گذرتا۔ تو بھی گذر ہی جاتا۔ لیکن جب تک نفسانی خواہشیں اور امنگیں اور امیدیں ساتھ تھیں۔ اس وقت صرف وہی تمہیں اپنی زندگی کا مقصد نظر آتی تھیں۔ لیکن جب وہ گذر گئیں تو معمولی معلوم ہونے لگیں۔ تم سوچو۔ اگر اس گذرے ہوئے سال میں اس طرح نہ ہوتا۔ جس طرح تم چاہتے تھے۔ بلکہ اس طرح ہوتا جس طرح اسلام چاہتا تھا۔ جس طرح بنی نوع انسان کے فوائد چاہتے تھے۔ جس طرح سلسلہ اور جماعت کے اغراض و مقاصد چاہتے تھے۔ جس طرح اعلیٰ اخلاق چاہتے تھے۔ جس طرح عزیزوں اور رشتہ داروں کے تعلقات چاہتے تھے۔ تو کیا تمہاری زندگی میں کوئی فرق آ جاتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب جبکہ وہ وقت گذر گیا جس میں تم ذاتی اور نفسانی فوائد اور اغراض کو اپنی زندگی کا اہم مقصد سمجھتے تھے۔ اور جن کی نسبت خیال رکھتے تھے کہ ان کے بغیر زندگی تلخ ہو جائیگی وہ تمکو معمولی معلوم ہوں گے۔

اگر اس طرح تم اپنے گذشتہ سال پر غور کرو گے۔ اور سوچو گے تو آئندہ کیلئے تمہیں بہت مدد مل جائیگی۔ اور تم اپنی زندگی کو بہت زیادہ کار آمد بنا سکو گے۔ بہت لوگ ہیں۔ جو معمولی معمولی

شخصی فوائد پر جھگڑے

پیدا کرتے اور سمجھتے ہیں۔ کہ اگر یوں نہ ہوا جس طرح ہم چاہتے ہیں تو اندھیر ہو جائیگا۔ وہ اس وقت اپنی اور اپنے دوستوں کی زندگی کا مدار اسی پر سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں۔ تو بھی میں یقین دلاتا ہوں کہ زندہ رہ سکیں۔ بلکہ زیادہ عمدگی سے زندگی بسر کر سکیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے۔ کہ اس وقت یہ نہیں سمجھا جاتا۔ اور پیچھے یہ معلوم ہوتا ہے۔

پس ہم لوگ ایک تو پچھلے سال پر غور کرو۔ کہ اس میں تم نے شخصی اور ذاتی فوائد کے لئے جو اسلام کے فوائد کو قربان کیا اگر نہ کرتے تو آج دنیا میں اس سے بہتر زندگی بسر کرتے یا نہ جیسی کہ کر رہے ہو۔ اگر اس بات پر غور کرو گے۔ تو اگلے سال کیلئے تمہیں طاقت اور مدد مل جائیگی۔ اور تم ذاتی اور نفسانی فوائد کو اسلام کے فوائد پر با آسانی قربان کر سکو گے بیشک ایک آدھ دفعہ اس بات پر غور کرنے سے فائدہ نہ ہوگا۔ مگر بار بار غور کرنے سے ضرور فائدہ ہوگا۔ اب را

آئندہ کا پروگرام

مسلم اور غیر مسلم میں یہی فرق ہے۔ کہ غیر مسلم کو سوچنا پڑتا ہے کہ آئندہ کیا کرے۔ لیکن مسلم کے لئے پروگرام مقرر ہے۔ صرف اس کی تفصیلیں طے کرنا باقی ہوتی ہیں۔ اور وہ پروگرام یہ ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔

خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ میں نے انسانوں اور جنوں کو اس لئے پیدا کیا ہے۔ کہ میرے عبد بن جائیں۔ پس چونکہ مسلم کا پروگرام یہی ہوکر

اللہ کا بندہ

بنے۔ اس لئے تم آئندہ کا پروگرام یہی بناؤ۔ کہ خدا کا بندہ بن کر دکھانا ہے اور بندہ کیلئے بہت سے کام ہوتے ہیں۔ ان فرائض کی تفصیل اس مضمون کو واضح کر سکتی ہے۔ مگر میں نے بتایا ہے۔ آج مجھے بولنے کی طاقت نہیں۔ اور وقت بھی زیادہ ہو گیا ہے۔ مگر میں تاکید کرتا ہوں کہ

ایک نکتہ

کو مد نظر رکھو حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ رمضان میں انسان کو یہ عہد کر لینا چاہیئے۔ کہ اب کے میں یہ عیب ضرور چھوڑ دونگا۔ اور اس طرح عیب بدی کو چھوڑتے جانا چاہیئے۔ اس سال مثلاً ہماری جماعت یہ بات سامنے رکھ لے کہ

جماعت میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنا

ہے۔ جن جن اسباب اور ذرائع سے پیدا ہوتا ہے۔ ہر ایک احمدی ان کو مہیا کرے۔ اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ لڑائیاں جھگڑے بعض چھوٹے چھوٹے ذاتی فوائد کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر وہ فوائد حاصل نہ ہوں۔ تو کوئی حرج نہیں ہوتا۔ مگر انسان سمجھتا ہے۔ کہ بہت نقصان ہوتا ہے۔ حالانکہ بہت کم ایسی باتیں ہیں۔ جن سے نقصان ہوتا ہے۔ اور جن سے نقصان ہوتا ہے۔ ان کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اور جن میں نہیں ہوتا ان میں جھگڑے پیدا کرتا رہتا ہے۔ مثلاً خدا تعالےٰ سے تعلق نہ ہونے میں نقصان ہوتا ہے۔ مگر ادھر خیال نہیں کرتا۔ اور اگر مال نہ ملے۔ تو اس کو نقصان سمجھتا ہے۔ حالانکہ کئی مال جو آتے ہیں۔ اپنے ساتھ ایسی ایسی ذمہ داریاں لاتے ہیں جن کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا سے پہلے جو تعلق ہوتا ہے۔ وہ بھی جاتا رہتا ہے تو بہت سے فتنے ایک چیز کی

غلط اہمیت

سمجھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور اکثر جھگڑے اسی بات سے

پیدا ہوتے ہیں کہ چھوٹی بات کو بڑا سمجھ لیا جاتا ہے۔ معمولی معمولی باتوں پر انسان تفرقہ ڈال دیتا۔ دنگے پیدا کر دیتا ہے یا ذرا ذرا سے مالی فوائد پر اس قدر لڑتا ہے کہ اخلاق بگاڑ لیتا ہے۔ اپنے بھائیوں سے بولنا چھوڑ دیتا ہے۔ حالانکہ اصل زندگی جس کے بغیر عبودیت قائم نہیں رہ سکتی۔ اتحاد و اتفاق ہی ہے۔ وجہ یہ کہ اللہ کی ایک ذات ہے۔ اور جتنی چیزیں ایک نقطہ کی طرف جائینگی۔ وہ آپس میں قریب ہوتی جائینگی۔ اور جتنی اس نقطہ سے دور ہوتی جائینگی۔ اُتنا ہی ان میں زیادہ بُعد ہوتا جائیگا۔

ایک نقطہ ڈالکر دیکھو۔ خطوط جتنے اس کے قریب ہوتے جائینگے۔ اُتنے ہی آپس میں بھی قریب ہونگے۔ اور جتنے دور ہونگے اُتنے ہی زیادہ آپس میں بھی دُور ہونگے۔ اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے جتنا قریب ہوتا ہے۔ اُتنا ہی انسانوں سے بھی قریب ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایک نقطہ اور مرکز ہے۔ جس پر سب چیزیں مجتمع ہوتی ہیں۔

سب محبتوں کا منبع خدا کی ذات ہے۔

اس لئے وہ نقطہ جس سے ساری لکیریں ملتی ہیں۔ جتنا اس کے کوئی قریب ہو گا۔ اُتنا ہی دوسروں سے قریب ہو گا اور جتنا لوگوں سے دور ہو گا۔ اُتنا ہی خدا سے دور ہو گا۔ اگر تم دیکھو۔ کہ لوگوں سے تمہیں شقاق ہے تو یہ بھی سمجھ لو۔ کہ تم خدا سے بھی دُور ہو۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ تم خدا کے قریب ہو۔ اور بندوں سے دُور۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ خدا سے دُور ہونیوالا تم سے دور ہو۔ مگر تم خدا کے قریب ہو کر اس سے دُور نہیں ہو سکتے۔ ابو جہل بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور تھا۔ کیونکہ خدا سے دور تھا لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے دور نہ تھے۔ کیونکہ

ابو جہل بھی خدا کا بندہ تھا۔

خواہ کتنا ہی شرارت میں بڑھا ہوا تھا۔ قرآن کریم میں جو آتا ہے کہ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ تو کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کیلئے غم کرتے تھے کہ وہ مسلمان نہیں ہوتے۔ بلکہ ابو جہل عتبہ شیبہ کے لئے آپ کی یہ حالت تھی۔

پس خوب سمجھ لو کہ

خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی علامت یا ذریعہ

کرلو۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی ہے۔ خصوصاً ایک مذہب والوں کی

اساتذہ کا ایڈریس

بخدمت

جناب مولوی محمد دین صاحب بی اے مجاہد اسلام

مکرم و معظم جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ہم اساتذہ اور طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول کو یہ سنکر کہ امروز فردا میں آپ کسر صلیب کے لئے امریکہ تشریف لیجانیوالے ہیں۔ از حد خوشی ہوئی۔ اور ہم اس عظیم الشان خدمت پر آپ کو متعین ہوتے ہوئے دیکھ کر مسرت کا اظہار کرتے اور آپ کو مبارکباد کہتے ہیں۔ مولانا المکرم اگرچہ آپ کا اس مبارک خدمت پر متعین ہونا ہمارے لئے کوئی نئی بات نہیں۔ اس سے پہلے بھی جن بزرگان سلسلہ نے صلیب پرستوں کے گھروں میں جا کر کسر صلیب کے مبارک کام کو سرانجام دیا ہے۔ یا جو آجکل اس خدمت پر مامور ہیں۔ تقریباً کل کے کل مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے متعلم یا معلم رہے ہیں۔

مگر ہمارے بزرگ و محترم مولویصاحب! آپ کا اس عظیم الشان خدمت پر مامور ہونا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی ایک غرض ہے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اساتذہ اور طلباء کے لئے خاص طور پر موجب فخر اور قابل شکریہ ہے کیونکہ آپ کا ہمارے سکول کے ساتھ دیرینہ اور گہرا تعلق ہے۔

ہمارے واجب التعظیم مولوی صاحب! ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ نے کس طرح دنیوی وجاہت کو لات مار کر خدمتِ دین کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے نفس کی قربانیاں کی ہیں۔ آپ نے محض خدمتِ دین کی خاطر ابتداء میں صرف پانچ روپے تنخواہ پر سکول میں کام کرنا منظور فرمایا۔ اور اپنی حسن لیاقت سے آہستہ آہستہ ترقی کی۔

ہاں آپ نے پرنسپل صاحب علی گڑھ کالج کی درخواست کو رد کر دیا۔ جو آپ کو اڑھائی سو روپے کی اسامی پر حیدر آباد بھیجنا چاہتے تھے۔ مگر دار الامان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں ستر روپے تنخواہ کو بڑے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔

مولوی صاحب! آپ نے بڑی بے نفسی کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اُٹھتی ہوئی پود کو سنبھالا۔ اور قوم کے بچوں کی بڑی تندہی کے ساتھ تربیت کی۔

مکرم مولانا! وہ وقت ہمیں یاد ہے۔ جب پادری صدر الدین صاحب نے یہاں سے جاتے ہوئے متکبرانہ لہجے میں کہا تھا کہ وہ دن آتے ہیں۔ جب یہ سکول کی عمارت عیسائیوں کے ہاتھ میں ہو گی مگر خدائے غیور نے آپ جیسے غریب طبع اور سادہ مزاج انسان کے ہاتھ سے اس سکول کی دن دونی اور رات چوگنی ترقی کروا کے دکھائی۔ خدا تعالےٰ نے آپ کے کام میں ایسی برکت رکھی۔ کہ ہمارا سکول کیا بلحاظ تعلیم و تربیت اور کیا بلحاظ تعداد طلباء بیش از بیش ترقی کرتا چلا گیا۔ اور حاسد بدخواہ کو سوائے جلن کے کچھ اور نصیب نہ ہوا۔

واجب الاحترام مولانا! آپ نے اپنی لیاقت خداداد اور حسن سلوک سے اپنے شاگردوں اور اساتذہ سکول کے دلوں میں گھر کر لیا ہے۔ جس کی وجہ سے شاگرد آپ کے ثنا خواں ہیں اور عملہ سکول آپ کا مدح طراز۔

واجب الاکرام مولوی صاحب! نونہالانِ جماعت کی تعلیم و تربیت کے فرض کو سرانجام دیتے ہوئے آپ کسر صلیب کے کام سے کبھی غافل نہیں رہے۔ وقتاً فوقتاً آپ کے مضامین صلیب پرستی کے خلاف رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوتے رہے ہیں جو اس مقدس کام کے ساتھ آپ کے طبعی اُنس کا اظہار کرتے ہیں۔

محترم مولانا! اس سمیع و بصیر ذات نے آپ کے اس طبعی جوش و غیرت کو نوازا۔ اور تقریباً بیس سالہ قومی اور اندرونی اصلاح کی خدمات کو سرانجام دینے کے بعد فتنۂ دجالیہ کو پاش پاش کر دینے کے واسطے آپ کو مخصوص کیا۔ اور آپ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر ہو گئے۔ تاہم ہائی کلاسز کی تعلیم و تربیت کے ساتھ آپ کو کچھ تعلق رہا۔ جو ہمارے لئے قابل شکریہ تھا۔ اب گو ہمارا سکول آپ کی مربیانہ نوازشوں سے محروم ہوتا ہے۔ مگر یہ معلوم کر کے کہ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ آپ کا قدم بیش از بیش ترقی پر ہے۔ اور آگے ہی آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ ہمیں بڑی خوشی اور اطمینان حاصل ہے تثلیث پرستی کے گھر میں جا کر تثلیث کے گند کو دُور کرنے اور سرچشمہ توحید سے انہیں سیراب کرنے کی خدمت آپ کے سپرد ہونا آپ کو مبارک ہو۔

مُربی و محسن مولانا! ہمیں کامل اُمید ہے کہ جس صبر خردی

کے ساتھ آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے فرائض مفوضہ سے فارغ اور سبکدوش ہوئے ہیں۔ اس سے بڑھکر ظفر مندی کے۔ انشاء اپنے مذکورہ بالا فرض سے خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ سبکدوش ہونگے۔

جناب مولوی صاحب! یہاں آپ دلوں کی سادی اور صاف تختیوں پر خوشنما الفاظ لکھ دیا کرتے تھے۔ مگر وہاں آپ کو ان بھیڑیوں کا سامنا ہو گا۔ جو بھیڑوں کی شکل میں آپ کے پاس آئینگے۔ اور اس فتنۂ عظیم سے آپ کو سابقہ پڑیگا جسے فتنۂ دجال کہتے ہیں۔ اور جس سے ہر نبی نے اپنی اُمت کو ڈرایا ہے۔ گو آپ کے سامنے ایسی باتیں کرنا لقمان کو حکمت سکھانا ہے۔ مگر اس لئے کہ یہ ایک خاص تحریک کا وقت ہے۔ جبکہ آپ اپنے اعزا و اقربا سے محض خدمت و نصرت دین کی خاطر علیحدہ ہو کر کالے کوسوں جا رہے ہیں۔ ایسے وقت کی کہی ہوئی بات خاص اثر دل پر کیا کرتی ہے۔ اس لئے ہم آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ یہ غلبہ شیطان کا آخری اور عظیم الشان اور خطرناک حملہ ہے ہاں یہ وہی حملہ ہے جس کی نسبت ذات باری نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔ تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدًا اور یہ وہی جنگ ہے۔ جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

جنگ روحانی ہے اب اس خادم و شیطان کا
دل گھٹا جاتا ہے یا رب سخت ہے یہ کارزار
ہر نبی وقت نے اس جنگ کی دی تھی خبر
کر گئے وہ سب دعائیں بادو چشم اشکبار
اے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگ روس اور جاپان سے
میں غریب اور ہے مقابل پر حریف نامدار
دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل سوچکر
اے مری جاں کی پناہ فوج ملائک کو اتار

پس یہ عظیم الشان مہم ہے۔ اور بڑی عظیم الشان مہم ہے جس کے سر کرنے کا آپ نے بیڑا اُٹھایا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی ہمت و کوشش میں وہ فوق العادت برکت دے جس سے یہ عظیم الشان مہم آپ کے لئے بالکل سہل ہو جائے۔ گو یہ خوفناک مہم کمر کو توڑ دینے والی ہے۔ مگر گذشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بروز کامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت سے اور موجودہ وقت میں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام اور حضور کے ساتھ سب مومنین کی دعاؤں کی برکت سے یہ مہم بہت آسان ہو گئی ہے۔ اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ نصرت کے دروازے کھل رہے ہیں۔ اور

ہمفت ایں اجر نصرت را دہندت اے اخی ورنہ

والا مضمون ہے۔ پس صلیب کے پاش پاش ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اور آپ لوگوں کی تھوڑی تھوڑی ہمتوں کے بڑے بڑے اجر ملنے والے ہیں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا عملہ اساتذہ اور طلباء آپ کی اس تیاری کے موقعہ پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور مبارکباد دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ آپ کو مظفر و منصور واپس لائے۔ آپ بھی اپنے سفر کی گھڑیوں میں خاکساروں کو یاد فرمائیں۔ اور ہمارے حق میں دعا کریں۔

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں ہماری عاجزانہ التجا ہے۔ کہ حضور مولوی صاحب کی نسبت دعا فرماتے ہوئے ہمارے حق میں بھی دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالیٰ ہم میں سے بھی کسر صلیب کرنیوالے بڑے بڑے بہادر اور چشمہ توحید کے جاری کرنیوالے جانباز پیدا کرے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام

اساتذہ تعلیم الاسلام۔ ہائی سکول۔ قادیان

طلباء ہائی سکول قادیان کا ایڈریس

بخدمت

مولوی محمد دین صاحب بی اے

استاذی المکرم و حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ و حاضرین مجلس۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ آج ہم ایک ایسی مجلس میں اجتماع رکھتے ہیں۔ جس کو ملکوت اعلیٰ کے فرشتے بھی پیار کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اور جس کی مقدس محفل پر بزم انجم بھی جھکی پڑتی ہے۔ کیونکہ مسیح نے فرمایا ہے کہ ؎

آسماں سجدہ نماید بزمینے کہ برو
یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند

حضار کرام! یہ اجتماع ایک مجاہد اسلام کے لئے وداعی پارٹی ہے۔ جسمیں احباب اس مجاہد دین برحق کو مبارکباد اور کامیابی کی دعا دینے کو آئے ہیں۔ جو عنقریب ہم سے جدا ہو کر نئی دنیا میں حق کی صدا بلند کرنے کے لئے روانہ ہونگے۔ ہمارے یہ مجاہد اُستاد جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے سابق مینجر تعلیم الاسلام ہائی سکول و ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ہیں۔ جو کہ دین محمدی کے خادم ہو کر ہمارے مخدوم ٹھہرے ہیں۔

مولوی صاحب مکرم! تعلیم الاسلام ہائی سکول کے سلسلہ میں جناب کی عنایات جو ہم پر مبذول رہیں۔ وہ ہمیں کبھی فراموش نہیں ہو سکتیں۔ اور ہم جناب کی شفقت سے آیندہ بھی اُمید رکھتے ہیں۔ کہ اپنے اس مبارک سفر میں دعا کے ذریعہ نوازینگے۔

ہمارے محترم! آپ جس عظیم الشان کام کے لئے روانہ ہونے والے ہیں۔ اس کی حقیقی قدردانی تو وہی مالک حقیقی کر سکتا ہے۔ جس کے نام پر اور جس کے دین کی اشاعت کے لئے آپ جا رہے ہیں۔ ہم تہ دل آرزو مند ہیں۔ کہ خدائے برتر جناب کو کلمۂ اسلام بلند کرنے میں کامیاب فرمائے اور جناب کی قربانیوں کو قبول فرما کر جناب کو اور احمدی جماعت کو مسرور و شادماں ہونے کے مواقع عطا فرماتا ہے۔

مولوی صاحب مکرم! ہم جانتے ہیں۔ کہ یہ عہد وہ مبارک عہد ہے۔ جس کی خبر تمام پاک نوشتوں میں دی گئی۔ آج تمام نبیوں

کی پیشگوئیوں کے ظہور کا زمانہ ہے۔ اور مغرب سے آفتاب اسلام کے چمکنے کا وقت ہے۔ مبارک ہیں آپ کہ آپ کے ذریعہ آفتاب اسلام مغرب سے طلوع ہوتے ہوئے ہم دیکھیں۔ یقیناً یقیناً آفتاب اسلام کے طلوع کے ساتھ ساتھ آپ کا نیز ممالک غربیہ میں جانے والے دیگر مشعل برداران اسلام کا نام بھی نیر تاباں ہو کر افق تاریخ پر روشن رہیگا۔ اور ہماری جماعت کے لئے مایہ فخر و ناز ہوگا۔

کہ مبارک آج حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کا دور ہے۔ اس لئے ہم دلی تمنا کے ساتھ چاہتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نیز آپ کو اسی طرح مظفر و منصور فرمائے جس طرح حضرت عمر خلیفہ ثانی رضی اللہ کے دور خلافت میں جناب عمرو ابن العاص کو افریقہ کے میدانوں میں تبلیغ حق کے لئے کامیاب فرمایا تھا۔ بلکہ آپکی عمر کا ایک ایک دن ایسا مبارک ہو کہ آپ ہزاروں سعید روحوں کی افواج کو فتح کریں۔ اور لاکھوں دلوں کو تسخیر کرنے میں ایک فتح نصیب جرنیل ثابت ہوں۔

معزز حاضرین مجلس۔ اس وقت حزن اور سرور کی دو متضاد نہر دل کی لہریں ہمارے سینوں میں چل رہی ہیں۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں۔ کہ آنجناب مولوی صاحب کا تعلق ہمارے سکول کے ساتھ بیس سال سے ہے۔ اور آپ میں سے ہر ایک شخص اس بات کا اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ چند گھنٹوں اور دنوں کے تعلقات کے بعد جدائی از حد شاق گذرتی ہے۔ لیکن ہم اس غم کو پیارے مسیح موعود کا پیغام پہنچانے کی خاطر قربان کرتے ہیں۔ غم کیا ہم تو مال اور جان اس پر نثار کرنے کو تیار ہیں۔ آپ کا تعلق ہم سے والدین کی طرح تھا۔ آپ کی شفقت کو ہم کن الفاظ میں بیان کریں۔ قلم میں طاقت نہیں کہ ان الفاظ کو لکھ سکے۔ اور نہ کاغذ متحمل ہو سکتے ہیں۔ ہاں اب ہم یہی کر سکتے ہیں۔ کہ ہم ذات باری کے آستانہ پر جبین نیاز رکھدیں۔ اور اپنی دعاؤں کے ذریعہ اس کے فضل کے طالب ہوں۔ تاکہ وہ ہمارا اور آپ کا حامی و ناصر ہو۔

مکرم مولوی صاحب۔ ہمیں امید واثق ہے کہ آپ کے دل میں ان دیرینہ تعلقات نے ضرور جگہ کی ہوگی۔ پس ہم آپ سے التجا کرتے ہیں۔ کہ آپ ہمیں اور اسکول کو اپنے گوشۂ دل سے نکال نہ دیں۔ ہماری التجا اتنی ہی نہیں۔ بلکہ ہم اس سے بھی آگے قدم رکھتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ کہ آپ مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ اور مجاہد کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ دعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں بھی اس نعمت عظمیٰ سے حصہ دے۔ اور ہمارے ذریعہ سے کفرستان کی فوج تتر بتر ہو۔ اور ہم اسلام کے نیر تاباں کو دنیا کے آفاق میں چمکتا ہوا دیکھیں۔ اور وہ دن جلد آئے کہ پیارے اسلام اور مسیح موعود کا دنیا میں بول بالا ہو۔

سیدنا خلیفۃ المسیح۔ حضور والا کی بارگاہ میں ہم خادموں کی بھی درخواست ہے۔ کہ حضور والا درگاہ الٰہی میں اپنے۔ مبارک ہاتھ دعا کیلئے اٹھائیں۔ اور ہمیشہ اپنی نیم شبی دعاؤں میں ہمارے مکرم مسافر تبلیغ کے لئے اور ہم خادموں کے لئے خدا تعالیٰ سے فضل و رحمت طلب فرمائیں۔ بالآخر ہم اپنے محترم بزرگ کو وداع کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ ؎

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

طلباء ہائی سکول قادیان

مولوی محمد دین صاحب بی اے مبلغ اسلام کا جواب

سیدی و احباب کرام! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آج جس طرح اور جن الفاظ میں میرے عزیز و احباب نے میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ اور حضور اور دیگر بزرگان نے اپنی شمولیت سے میری عزت افزائی کی ہے۔ اس کیلئے میں اللہ تعالیٰ کا اور پھر حضور اور دیگر بزرگان و احباب کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں۔ کم ہے۔ جہاں میرے لئے یہ خوشی کا مقام ہے۔ کہ میرے لئے میرے بزرگان و احباب اپنے دل میں جگہ رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے ایک افسوس و حسرت بھی لاحق حال ہے۔ وہ افسوس اس لئے کہ اتنا عرصہ قادیان شریف میں رہا۔ اور حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود اور حضرت خلیفہ اول اور پھر حضور کے شرف صحبت سے بہرہ اندوز ہونے کا مجھے موقع ملا۔ لیکن میں نے اس موقع سے پورا فائدہ نہ اٹھایا۔ اس وقت حسرت گیر دامنگیر ہے کہ اگر میں تھوڑا تھوڑا دینی علم بھی حاصل کرتا رہتا۔ تو بھی ایسا تہی دست نہ ہوتا۔ جیسا کہ اس وقت ہوں۔ میری حالت اب اس طالب علم کی سی ہے جس کے سر پر امتحان آپہنچا ہو۔ لیکن اس نے اپنا تمام وقت کھیل کود میں گذار دیا ہو۔ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ ایسے وقت میں تو ان طلباء کے حواس بھی بجا نہیں رہتے۔ جنہوں نے اپنا وقت اچھی طرح گذارا ہوتا ہے۔ پھر ان کا کیا حال جنہوں نے کچھ بھی نہ پڑھا ہو۔ اور یکدم سخت امتحان سر پر آجائے۔ انٹرنس کے امتحان کا موقع مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ تاریخ انگلستان ہم رٹا کرتے تھے۔ سارا دن یاد کرنے کے بعد جب شام کو اپنے ذہن میں دہرانے کی کوشش کرتے۔ تو ایسا معلوم ہوتا کہ ایک بھی واقعہ یاد نہیں۔ یہ باوجود یاد کرنے کے حالت ہوا کرتی تھی۔ اس لئے میں ہی جانتا ہوں۔ کہ میری حالت کیسی ہے۔ یا پھر اللہ تعالیٰ اس کو بہتر جانتا ہے۔ میری اس حسرت کا کچھ کوئی ٹھکانا نہیں رہتا۔ جب کہ میں اپنی نیت کو دیکھتا ہوں۔ جس کو میں لیکر پہلے دن لاہور سے بعزم ہجرت قادیان روانہ ہوا۔ ایف۔ اے تک میری تعلیم تھی اور ساری عمر اسی خیال میں گذری تھی کہ تعلیم ختم کر کے میں دنیا کماؤنگا۔ اور دنیا میں ناموری حاصل کرونگا۔ کہ اچانک فضل الٰہی میرے شامل حال ہوا۔ اور میں محض یہ ارادہ لیکر گھر سے چل نکلا کہ قادیان شریف جاکر قرآن شریف پڑھونگا۔ اور اس پاک وجود کی صحبت میں رہکر اصلاح نفس کرونگا۔ شاید کہ میرا بیڑا پار ہو جائے۔ ملازمت وغیرہ کا خیال بھی میرے دل میں نہ تھا۔ یہ ایک نیت تھی۔ جس کو میں آجتک یہی سمجھ رہا ہوں۔ کہ اچھی نیت تھی۔ چنانچہ جب ایک دفعہ مجھے میری شامت اعمال کی وجہ سے پلیگ ہو گئی۔ تو میں نے اس

نیت کا واسطہ دیکر دعا کی۔ اور خدا نے مجھ پر رحم کردیا۔ اور اس کے بعد بھی جب کبھی مجھ پر مشکلات کا ہجوم ہوا۔ تو میں نے اسی نیت اور اپنے عجز کو پیش کرکے گریہ و زاری کی تو اللہ تعالیٰ نے میری مشکلات دور کردیئے۔ اس لئے جب میں اس نیت کو دیکھتا ہوں اور اپنی دون ہمتی اور تکاہل و تکاسل پر نظر کرتا ہوں۔ تو میری بے عملی ایک حسرت و افسوس کا نقشہ میرے سامنے پیش کردیتی ہے۔ نیت میری یہ ہو۔ اور موقع مجھے ایسا ملے۔ اور میں فائدہ نہ اٹھاؤں۔ ع

چنیں زمانہ چنیں دور و ایں چنیں مرکاست
تو بے نصیب روی وہ چہ ایں شقا باشد

ایک دوسری غلطی یہ واقع ہوئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ اول رضہ کے زمانہ تک میرا یہی خیال رہا۔ کہ انسان کو اپنے نفس کی اصلاح کی طرف ہی توجہ کرنی چاہیئے۔ اگرچہ یہ خیال بھی محض خیال ہی کی حد تک رہا۔ اس پر عمل کی طرف توجہ بہت کم ہوئی۔ مگر اس خیال نے بھی ایک رنگ میں دینی تعلیم حاصل کرنے میں روک پیدا کردی۔ کیونکہ خیال یہی رہا۔ کہ جس قدر پند و نصیحت روز سنتے ہیں۔ اگر اس پر کبھی عمل ہوسکے۔ تو انسان کے لئے بہت کافی ہے۔ بہرحال اس غلطی سے پورے طور پر آگاہی نہ ہوئی۔ جب تک کہ حضور کا زمانہ نہ آیا۔ اب یہ حالت ہے۔ کہ نہ علم ہے۔ اور نہ عمل ہے۔

مگر ایک اطمینان بھی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو ایک لکڑی سے کام لے لیا۔ اب بھی اگر وہ چاہے۔ تو تنکے سے کام لے سکتا ہے۔ میری اپنی بضاعت کچھ نہیں۔ لیکن چونکہ خدا کے فرستادہ کا خلیفہ برحق مجھے ایک کام پر مامور کررہا ہے۔ اس لئے مجھے قوی امید ہے۔ کہ اس کی اور اس کی برگزیدہ جماعت کی دعائیں مجھے ضایع نہ ہونے دینگی۔ اور چونکہ کام یہ سب اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اس لئے اپنے فضل و کرم سے مجھے وہ خود سکھلائیگا۔ جو مجھے ضروری ہوگا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

الفضل کی ایجنسیاں

سب سے پہلے شملہ میں الفضل کی ایجنسی قائم ہوئی جو ابتک جاری ہے۔ اس کے بعد فیروزپور میں امیر جماعت احمدیہ فیروزپور خانصاحب منشی فرزند علی صاحب کی توجہ اس طرف منعطف ہوئی اور ایک مہینے کے اندر اندر ہی دس خریدار بڑھا دیئے ہیں۔ چنانچہ اب ۳۱ پرچے فیروزپور جاتے ہیں اور بہت کچھ امید ہے۔ محترم امیر جماعت احمدیہ فیروزپور کا انتظام قابل تعریف اور لائق تقلید ہے۔ ہر اہم امر کیلئے ایک محکمہ قائم ہے اور ایک سکا سکرٹری۔ جو نہایت ہوشیاری سے کا غذات مرسلہ کا جواب دیتا ہے۔ اور اپنے صیغہ کی ترقی کا خاص خیال رکھتا ہے۔ ایجنسی کے متعلق اب ہم نے یہ انتظام کیا ہے جسمیں انشاء اللہ کامیابی ہوگی۔ کہ ایک روز پہلے پرچہ ان کو بھیج دیا کریں گے۔

دوم ایجنسی میں یہ فائدہ ہے۔ کہ اخبار بجائے سات روپے سالانہ کے چھ روپے سالانہ میں پڑجاتا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ لاہور میں ایسا انتظام کرنے والا کوئی پرجوش دوست نہیں متوجہ ہوا۔ چھ اخبار روانہ

نظم ثاقب

جو بتقریب جلسہ مبارکہ سالانہ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور ۲۷ دسمبر ۱۹۲۲ء کو پڑھی گئی۔

رباعی

اللہ جو نادار کو چاہے زر دے
خالی برتن کو آب زر سے بھر دے
اللہ کی بے نیازیاں ہیں ثاقب
چاہے تو بڑوں کو پل میں چھوٹا کردے

یاد ہے وہ دن کہ خواجہ آئے احمد کے حضور
ہند کے صاحبقراں ظل محمد کے حضور
جوہر تیغ نبی تیغ قہندر کے حضور
شہسوار فارسی مہدی ارشد کے حضور
کرکے نذرانے سر و آداب اخلاص و وفا
سیکھنے بیٹھے طریق زہد و آئین دعا
شمع انوار ہدیٰ پر آ گرے پروانہ وار
کر دیا ثابت کہ احمد کے ہیں پورے جاں نثار
ہو گیا آخر مریدان مسیحا میں شمار
ہاتھ چومے پاؤں چومے از رہ صد انکسار
خواجہ ہو کر حضرت آقا کے دل میں گھر کیا
بندہ ہو کر دل سے کبر خواجگی باہر کیا
پھنس چکے تھے دام دجالی میں وہ دیں چھوڑ کر
بس کہ بیچین ہو چکے تھے دین و آئیں چھوڑ کر
کور ہونے کو تھے خود چشم خدا بیں چھوڑ کر
دہریت پر آ گئے تھے کیش زریں چھوڑ کر
دستگیری کی مسیحائی محمد نے وہیں
ڈوبتے کو آ لیا غواص احمد نے وہیں
کون کہتا تھا مخالف بن کے اڑ بیٹھیں گے یہ
بن گئے پورے خادم احمد مگر بیٹھینگے یہ
صلح جو کہلا کے اپنوں ہی سے لڑ بیٹھیں گے یہ
اپنے یاران طریقت سے جھگڑ بیٹھیں گے یہ
قول احمد پر بدل صلی علیٰ کہتے تھے یہ
ہاں انہیں ظل جناب مصطفیٰ کہتے تھے یہ
حضرت والا نے جب لکھا تھا تریاق القلوب
سب مریدوں کے یہاں بھیجا تھا تریاق القلوب
خواجہ صاحب کے بھی گھر پہنچا تھا تریاق القلوب
پوچھے ان سے کوئی کیا اچھا تھا تریاق القلوب
ابتدا میں فارسی کی اک مرصع نظم تھی
ہاں نبوت کے دعاوی کی مسجع نظم تھی
تھا یہ دعویٰ میں مسیحا اور خدا کا ہوں کلیم
ہوں محمد اور احمد صاحب خلق عظیم
ان دعاوی پر ہیں شاہد روشن آیات حکیم
بانٹتا نہاتے پر از انوار و فیضان کریم
ان دعاوی پر سر تسلیم سب نے خم کیا
سر پہ اور آنکھوں پہ یہ پیغام ربانی لیا
پھر خدا جانے یہ سب کچھ مان کر اور جان کر
ایک مدت ان کو احمد اور مسیحا مان کر
احمد مرسل مسیح لے زماں پہچان کر
اپنے بیگانے سے گویا اک لڑائی ٹھان کر
کیوں یہ دانا ہو کے انجان اور ناداں رہ گئے
روح حق گم کرکے رخصت جسم بیجاں رہ گئے
رنج اس تبدیلیٔ خواجہ کا ہے ہم کو کمال
اس کمال معرفت میں آہ یہ اتنا زوال
بدر کامل جس نے ہونا تھا وہ ہو جائے ہلال
حسن سب جاتا رہے سارا جمال باکمال
خواہ اب کتنے بنیں سنوریں وہ محبوبی کہاں
آہ وہ جوبن کہاں وہ حسن اور خوبی کہاں
ہند میں رہ کر یہ چاہا تھا کہ ہوں محبوب کل
صلح کل کے بھیس میں آئے کہ ہوں مرغوب کل
واعظ اسلام بن بیٹھے کہ ہوں مطلوب کل
دوسروں کو کھینچتے کیا خود ہوئے مجذوب کل
جا کے خود حضرت ترک کاں ترک میں رہ گئے
آئے تھے بیدار کرنے ہو کے غافل سو گئے
احمدیت کے عقائد کو تو کہہ دی خیر باد
جبکہ اسلام کہن میں جذب ہونا تھا مراد

ان کو مجبوراً بدلنا پڑ گیا سب اعتقاد
نام لینا حضرت احمدؑ کا دوبھر ہو گیا
قطب و غوث و ابدال کے قصے زباں پر رہ گئے
سالک و مجذوب بہائے جہاں پر رہ گئے
اب غلام احمد بھی کہنا اک بھرے دربار میں
وائے ناکامی نہ آیا ہند کو کچھ اعتبار
نت نئے دن اک نئے نیرنگ پیران کا قرار
اس پہ جوش آیا کہ یورپ جائیں اور آزاد ہوں
اب فقط اسلام پر تقریر فرمایا کیے
سلسلہ کا نام تک لینے سے گھبرایا کیے
قوم کی ہے بات پہنچایا نہ احمد کا پیام
چند لکچر دے لیے از بر کر اسپیکر ہیں یہ
مذہب اسلام کے عسکر کے سرلشکر ہیں یہ
چڑھ کے ممبر پر دکھاتے آپ کیا کیا کمال
کچھ نہ کام آئی مگر انگلینڈ میں جادوگری
بیٹھی ہمت ہار کر سر عسکری سرلشکری
ہائے یہ سمجھے کہ آپ سے پایا فیض احمد بچھڑ گئے
اب نئی سوجھی کہ یہ جرمن جائیں اور مشہور ہوں
دکھا گئیں ہو دور اسلام کے ارکان سے منصور ہوں
اقتصاد و فلسفہ اخلاق کی تقریر ہو
یہ علوم اسلام میں ثابت کیے جائیں کہ ہیں
فلسفۂ اخلاق قرآں میں یہ بتلائیں کہ ہیں
ہستی باری و توحید و رسالت وحی سب
دیکھنا یہ ہے کہ ہوگی ان کی شہرت کس قدر
شوکت اسلام اور دیں کی اشاعت کس قدر
وہ سمجھتے ہوں گے دل میں نامور ہو جائیں گے
وجہ یہ ہے جس مبارک باپ کے فرزند تھے
جس مقدس نخل کے دلبند تھے پیوند تھے
کٹ کے اس سے کس طرح سرسبز آزاد ہوں یہ
بن کے دشمن دشمنی پہنچائی تا حد کمال
دادا ہر اک بات میں ہر کام میں ہے ایک چال
دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ دشمن ہو گئے
اب سنو ان مخلصان پاک کے حالات بھی
سلسلہ پہ جنکی ہیں اور احسانات بھی

اعتقادات غلط پر کر دیا روشنی صاد
سلسلہ کا لفظ مشکل تر زباں پر ہو گیا
اولیا و اصفیا سب پیر ہاں پر رہ گئے
معجزوں کے نقش صفحات جہاں پر رہ گئے
ساتھ ہی خواجہ صاحب کے پیرو خوار ہیں
احمدیت سے جو دیکھا لگ گیا انکا قرار
سخت دشواری ہوئی ہو کن میں اب انکا شمار
گو رہے ہوں شاگرد ان کے اور دیرینہ ہوں
ذکر خیر احمد والا سے شرمایا کیے
اپنی ہی مقبولیت کا جال پھیلایا کیے
جبکہ ان کے ہاتھ میں احمد کا تھا علم کلام
خوش نوائی اور خوش گوئی کے جادوگر ہی تھے
جرعہ نوش فیض ہائے ساقی کوثر ہیں یہ
جب اذاں فرما چکے وہ گنگ تو اہل ضلال
گنگ ہو کر رہ گئی گویائی و اسپیکری
رہ گئے پیاسے کے پیاسے اور کی گئی بوشری
اک تذبذب اور دہریت میں گھر گئے
وعظ اخلاقی کہیں مقبول ہوں مشکور ہوں
مشتہری کہلائے کیوں محبوب ہوں مستور ہوں
بس یہی تشہیر ہو جس سے جہاں تسخیر ہو
علم تہذیب و تمدن اس میں ہر جائیں گر ہیں
سب مسلمان اس صفت کیا کہلائیں گے ہیں
قدرداں ہستی ملائک کا بیاں ہے ہیچ سب
پر اثر گویائی و زور طلاقت کس قدر
جرمنی کے ملک میں قدر اور قیمت کس قدر
ہم سمجھتے ہیں کہ شاخ بے ثمر ہو جائیں گے
جس مسیح حق کے تلمیذ سعادتمند تھے
جن کے انفاس مسیحائی سے یہ خورسند تھے
رہ گئے اس سے دور مشہور نام آور ہوں گے
مکر کے تزویر کے پھیلائے اور حیلے کے جال
یاد رکھیں یہ مثل وہ ہر کمال را زوال
رہنمائی کا جنہیں دعوی تھا رہزن ہو گئے
جن کے اخلاص و وفا کے ساتھ ہیں خدمات بھی
حضرت عزت میں ہیں حقدار انعامات بھی

یار صادق نیر تاباں مبارک نام ہیں
چل دیئے ساتوں سمندر پار دیں کے واسطے
ہاں فقط محبوب رب العالمیں کے واسطے
عیش و آرام چھوڑا جا بسے اغیار میں
اے مسیحا کے مبارک پور محمود جہاں
آپ کی زیر ہدایت ہیں یہ محمود جہاں
کھینچ کر لائے ہیں آپ ہم کو بھی قدموں کے تلے
دور رہ کر آپ سے ہم نے اٹھائے کوہ غم
چھوڑ بیٹھے ہاتھ سے سر رشتۂ دیں یک قلم
اب دعا فرمائیے رستہ پہ آئیں جو بھٹک گئے ہیں
جو نفس باقی ہیں وہ یاد خدا میں صرف ہوں
زندگی کے بیش و کم دن التجا میں صرف ہوں
ماسوا سے بے نیازی میں بسر کرنے لگے
پھر قلم بھی خدمتیں انجام دیں اسلام کی
دیکھ کر حالت ہمارے نفس نیک انجام کی
منہ دکھانے کے تو قابل ہم بھی ہوں گے وہاں
نیک ہو کر دوسروں کو نیکیاں بتلائیں ہم
صاف دل خود ہو کے مثل آئینہ دکھلائیں ہم
احمدی کو احمدی سے پیار ہو اخلاص ہو
احمدیت آشتی اور صلح کا پیغام ہو
احمدیت رونق دیں زینت اسلام ہو
حضرت یوسف کے بھائی تھے نبی زادے مگر
کشتی نوح احمد والا کا دستور العمل
کبر و نخوت خود پسندی جائے سب دل سے نکل
اک فرشتے کی طرح آئیں نظر اغیار کو
دل کے آئینہ سے زنگ خودنمائی دور ہو
شیشۂ صہبائے نخوت گر کے چکنا چور ہو
درد دل پیدا ہو سارے نشے ہو جائیں ہرن
پھر امڈ آئے گا عالم یہ نمونہ دیکھ کر
تلخیاں جاتی رہیں گی ہوں گے سب شیر و شکر
احمد والا یہی تعلیم دینے آئے تھے
اے خدا ہم تیرے دروازہ پہ حاضر ہیں تمام
تیرے ہو کر اور دروازوں پہ جانا ہے حرام
تو ہی فرماتا تھا تقبیہ تمنا کہ اب جائیں کہاں

صوفی و محمود مصری کے مبارک نام ہیں
سر پہ لی غربت فقط دین متیں کے واسطے
سرور دیں ہم حبیب روح الامیں کے واسطے
کر لیا اغیار کو بھی نعرۂ انصار میں
اے خلافت دستگاہ آقائے مسعود جہاں
آپ پر ہے مہرباں معبود و مسجود جہاں
خاک پا بیٹھے بنا کر اپنے تلووں کے تلے
آہ دنیا سے نہ آسودہ ہوئے ہم ایک دم
راہ مولا میں نہ اٹھا ایک بھی اپنا قدم
ٹھوکریں ہم کھا چکے منزل پہ جا پہنچے ہیں یہ
سانس جتنے ہیں فقط راہ خدا میں صرف ہوں
جان میں جو جو رمق ہے وہ دعا میں صرف ہوں
ناز شان بے نیازی میں اثر کرنے لگے
بات جو نکلے زباں سے ہو پتے کی کام کی
روح آسکے دہن میں اس صاحب الہام کی
کارنامے خدمت دیں کے ہوں روشن نمایاں
متقی ہو کر جہاں کو اتقا سکھلائیں ہم
سیدھے ہو کر دوسروں کو راہ پر لے آئیں ہم
یوں تو ساری خلق سے آپس میں بھی ہو صلح
احمدیت دوستی یکتا دلی کا نام ہو
احمدیت کا اخوت اور دلا انجام ہو
بھیڑیوں سے بھی سوا خونخوار تر خونخوار تر
حرز جاں رکھیں بنا کر روز و شب زیر بغل
خودنمائی کی ہیں جتنی عادتیں جائیں بدل
چاند سمجھیں غیر اپنے روئے پرانوار کو
سینۂ صافی میں اخلاق خدا کا نور ہو
احمدی بھائی شراب درد سے مخمور ہو
گویا ہمدرد یگر ہوں سارے مرد و زن
احمدیت کی طرف لوٹے گی دنیا زود تر
غیر ہو جائیں گے اپنے اور یار ہمدگر
صلح کا پیغام دربار خدا سے لائے تھے
تیرے بندے تیرے چاکر اور ہیں تیرے غلام
اپنے دروازہ پہ رکھ لیں دن بہار و صبح و شام
تیرا دروازہ ہے دارالامن اور دارالاماں

[illegible]

اشتہارات

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل کا ایڈیٹر

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت نائب تحصیلدار صاحب

نمبر ۱۱۳ جوڈیشل مل

گنگا رام ولد دیو راج ذات راجپوت سکنہ گوگھیڑہ تھانہ ... مدعی

بنام

رام سرن ولد نودھ سنگھ ذات راجپوت سکنہ انبوٹہ تھانہ ... بلیدھر ولد نودھ سنگھ قوم راجپوت سکنہ گوگھیڑہ مسماۃ ... امر سنگھ۔ رام نراین سنگھ۔ ہر نراین سنگھ۔ شب نراین سنگھ پسران رتن چند مسماۃ ... بیوہ ... راجپوت سکنہ انبوٹہ مسماۃ کشن دیوی بیوہ ... سنگھ راجپوت سکنہ گوگھیڑہ جگدیو سنگھ نابالغ راجپوت مسماۃ جنتی بیوہ سمندر سنگھ راجپوت سکنہ گوگھیڑہ ... جگونت سنگھ نابالغان ولد ... راجپوت سکنہ گوگھیڑہ گنگا رام ولد ... قوم راجپوت ساکن انبوٹہ تھانہ ... مدعا علیہم

دعویٰ ہبہ [illegible] [illegible]

بنام مدعا علیہم

ہر گاہ مدعا علیہم تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ مقدمہ کو طول دینے کی غرض سے گریز کرتے ہیں۔ اس لئے اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ قاعدہ ضابطہ دیوانی بنام جملہ مدعا علیہم مذکوران جاری کیا جاتا ہے کہ بتاریخ ۲۰ ... کو حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کرو۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔ ۵ رجنوری ۱۹۲۳ء

دستخط بخط انگریزی — مہر عدالت

الخطبہ

ایک سید قوم کی باسلیقہ اور معمولی تعلیم یافتہ لڑکی کے رشتہ کے لئے سید قوم کے احمدی تعلیم یافتہ لڑکا جو کم از کم انٹرنس پاس ہو۔ اور ساٹھ ستر روپیہ ماہوار کا ملازم خوش اخلاق اور خوش شکل ہو بہت جلد اپنی اپنی درخواستیں دفتر ہذا میں بھیجدیں۔ درخواست کنندہ کو یہ بھی لکھنا چاہئے۔ کہ وہ کب احمدی ہوا۔ اگر کوئی کالج میں تعلیم پاتا ہو۔ وہ بھی درخواست کر سکتا ہے۔

نیازمند ذوالفقار علی خاں ناظر امور عامہ قادیان

سن احمدی بھی جاری ہو گیا

ہم نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی اجازت سے اور بزرگان قوم کے مشورہ سے ایک جدید تقویم احمدی لکھی ہے جسکی غرض اجرائے سن احمدی ابتدائے جلسہ سالانہ اول ظہور امام عالیمقام سے رکھی گئی ہے۔ اس میں نام ماہ ہائے جدید بھی بنانے پڑے۔ مثلاً پہلا ماہ شہود المہدی دوسرا نام محمد المہدی وغیرہ ہیں۔ اور بزرگان قوم کی تاریخ وفات بھی درج ہے۔ جس سے وہ بہشتی لوگ آپ کے سامنے موجود معلوم ہو سکتے ہیں جن کو خداتعالیٰ نے جنت الفردوس میں جگہ بخشی ہے۔ جنہوں کے نام بڑے کارناموں کے اور نشانات باہرات کی بنا پر رکھے گئے ہیں۔ یہ جنتری نہیں۔ بلکہ سن احمدی کے قیام کا سنگ بنیاد ہے۔ تواریخ احمدی ہجری۔ انگریزی بکرمی وغیرہ سب اس میں مندرج ہیں۔ غیر احمدیوں کے عرس اور میلوں کی تواریخ بھی اس میں ثبت ہیں۔ تاکہ تبلیغ کے لئے آسانی پیدا ہو جائے۔ انجمنہائے احمدیہ کے سکرٹری بغرض تبلیغ بھی اسکو منگا کر تقسیم فرما دیں یہ نیا تحفہ ہر احمدی گھر میں ہونا ضروری ہے۔ اس لئے احباب جلد منگا کر فائدہ اٹھائیں۔ چند جلدیں باقی ہیں ختم ہونے پر دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا قیمت بجائے ۴ر کے ۳ر کر دی گئی ہے۔ وی۔ پی منگوانے میں خرچ زیادہ ہوگا۔ اس لئے لفافہ میں ۳ر کے ٹکٹ ارسال کریں انشاء اللہ تقویم بھیج دی جاویگی

خواجہ معین الدین احمدی قادیان

قادیان میں سکنی زمین

محلہ دارالضعفاء کے پاس عین مسجد اور کنواں کے متصل ایک ٹکڑہ زمین تین کنال دس مرلہ قابل فروخت ہے۔ جو صاحب خرید نا چاہیں۔ وہ قیمت کا تصفیہ بذریعہ خط وکتابت کر سکتے ہیں۔ المشتہر

علی محمد منور بلڈنگ قادیان

تجارت فضل ہے

۱۔ کیا آپ کو تجارت کرنے کا شوق ہے۔

۲۔ کیا آپ کی موجودہ تنخواہ میں گذارہ نہیں ہوتا اور آپ اپنی آمدنی بڑھانا چاہتے ہیں۔

۳۔ کیا آپ ملازمت سے تنگ آ کر تجارت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۴۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ملازمت بھی رہے اور فالتو وقت میں کوئی ایسا کام مل جاوے جس سے آمدنی بڑھ سکے۔

۵۔ کیا آپ کی موجودہ تجارت فائدہ مند نہیں رہی اور کیا آپ کسی اور تجارت کی تلاش میں ہیں۔

۶۔ کیا آپ اپنے اخراجات کم کرنے میں ہر وقت پریشان رہتے ہیں۔

۷۔ کیا آپ نے اس پر کبھی غور کیا۔ کہ اخراجات گھٹانے کی بجائے آمدنی بڑھانے کی طرف توجہ کی جائے

۸۔ کیا آپ نے اس سوچ میں کئی ماہ تو نہیں گذار دئے۔ کہ تجارت کریں۔ یا نہ کریں۔ اور کریں تو کس قسم کی تجارت کریں۔

غرضیکہ اگر آپ کو تجارت کا شوق ہو۔ تو آپ ہم سے خط وکتابت کریں۔ ہم لنڈن اور جرمنی سے تاجروں کے لئے ہر قسم کا مال منگاتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کو اپنے تجربہ کی بنا پر بتا سکتے ہیں۔ کہ کس قسم کی تجارت فائدہ مند ثابت ہوئی ہے۔ اور آپ کیلئے کس کام میں فائدہ کی امید ہو سکتی ہے۔

برٹش امپورٹ ایجنسی ۳۳

میکلوڈ روڈ لاہور